اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰

نمبر ۸۳۵ — رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ — الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL

QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲ — نمبر ۵۵

مورخہ ۱۵ ر نومبر ۱۹۲۴ء یوم شنبہ مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

مدینۃ المسیح

(۱) خاندان نبوت خلافت اولیٰ میں بفضلہ خیریت ہے، (۲) حضرت امیر جماعت احمدیہ ہند مشاغل امارت کے علاوہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بھی فرما رہے ہیں (۳) حضرت خلیفۃ المسیح کے حرم ثانی کی طبیعت ولادت کے باعث اور بھی کمزور ہو گئی ہے احباب دعا فرماویں (۴) مولود مسعود کی پیدائش پر دفاتر اور مدرسوں میں چھٹی منائی گئی۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے حسب ایماء حضرت اُم المومنین بچہ کے کان میں اذان دی (۵) جناب انسپکٹر صاحب مدارس نے ۱۲ ر نومبر کو ہائی سکول کا معائنہ فرمایا (۶) حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی عدم موجودگی میں مولوی سید سرور شاہ صاحب جنرل سکرٹری مقرر ہوئے (۷) میاں غلام محمد صاحب لاہور جو پرانے بیعت کنندوں میں سے تھے فوت ہو گئے۔ جنازہ دارالامان لایا گیا اور ۱۰ ر نومبر کو بہشتی مقبرہ میں مدفون کیا گیا احباب انکی مغفرت کے لئے دعا فرماویں (۸) ایڈیٹر صاحب الفضل اور میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق ۱۲ ر نومبر کو ایڈیٹر شیطان کے مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے امرتسر تشریف لے گئے۔

مولوی جلال الدین صاحب و مولوی ناصر الدین صاحب ...

لنڈن کی کانفرنس مذاہب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مضمون

اخبار ٹائمز آف لنڈن کا بیان

لنڈن کا مشہور اخبار ٹائمز اپنے ۲۴ ر ستمبر کے پرچہ میں کانفرنس مذاہب کے دوسرے دن کی کارروائی درج کرتا ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مضمون کا ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے :-

"اس وقت سر تھیوڈور مارلیسن جو ڈرہم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے سلسلہ احمدیہ کے امام حضرت مرزا محمود احمد کو جو (حضرت) مسیح موعود کے خلیفہ ثانی کے لقب سے ملقب ہیں۔ انٹروڈیوس کیا۔ جنہوں نے فرمایا۔ میں اپنے ملک میں بعض اوقات دس ہزار یا بارہ ہزار کے مجمع کے سامنے ایک وقت میں چھ چھ گھنٹے تک بولنے کا عادی ہوں لیکن چونکہ مجھے لکھے ہوئے مضامین پڑھ کر سنانے کی عادت نہیں۔ اس لئے میں اجازت چاہتا ہوں کہ میرے سکرٹریوں میں سے ایک میرے مضمون کو پڑھ کر سنائے۔

اس مضمون میں جو چھیاسی (۸۶) صفحہ کی کتاب سے مختصر کر کے پڑھا گیا۔ یہ بیان کیا گیا کہ احمدیہ سلسلہ کی بنیاد الٰہی حکم کے ماتحت حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ۱۸۸۹ء میں ڈالی۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی ہوں جس کی آمد کی خوشخبری حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دی تھی۔ اور میں وہ مسیح ہوں جس کی بائبل میں

اور بعض اسلامی کتب میں بھی خبر دی گئی ہے۔ اور میں وہ موعود مصلح ہوں جس کے آخری زمانہ میں ظاہر ہونے کے متعلق قریباً ہر ایک نبی نے پیشگوئی کی ہے۔ باوجود اس مخالفت اور تکلیف کے جو آپ کو برداشت کرنی پڑی۔ جب آپ نے اپنے دعویٰ کے ۱۸ سال بعد وفات پائی تو آپ کے متبعین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ یہ سلسلہ آپ کے دو جانشینوں کے ماتحت ترقی کرتا گیا۔ اور اب انگلستان و جرمنی۔ امریکہ۔ مصر۔ مغربی افریقہ اور مختلف ایشیائی ممالک میں باقاعدہ مشن کام کر رہے ہیں۔ ایک انگریزی رسالہ اور پانچ اردو اخبارات سلسلہ کے مرکز سے شائع ہوتے ہیں۔ اور یہ بیان کیا گیا۔ کہ اب اس جماعت میں قریباً دس لاکھ آدمی شامل ہیں احمدیہ سلسلہ کے موجودہ امام نے بیان کیا۔ کہ احمدیت کو اسلام سے وہی نسبت ہے۔ جو کہ ابتدائی زمانہ میں مسیحیت کو یہودی مذہب سے تھی۔ بانی سلسلہ احمدیہ کوئی نئی شریعت یا نیا عہد لیکر نہیں آیا۔ بلکہ وہ صرف اسلام کی حقیقی تعلیم کی تشریح کرنیوالے تھے حضرت مسیح موعود ایسے وقت میں آئے۔ جبکہ وہ تعلیمیں جو اسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ وہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی تھیں مسیحیت کے متعلق مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نہیں تھا کہ خود مسیح کی روح نے آپ میں دوبارہ حلول کیا۔ بلکہ آپ کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ میں حضرت مسیح ناصری کی طاقت اور روحانیت کے ساتھ ظاہر ہوا ہوں۔ اور میرے ظہور سے بائبل کی وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ جو مسیح کی آمد ثانی کے متعلق تھی ٭

یہ موعود ایسے وقت میں پیدا ہوئے۔ جبکہ وہ پیشگوئیاں پوری ہو رہی تھیں۔ جو آخری زمانہ کے حالات کے متعلق تھیں۔ مثلاً اسلامی کتب میں یہ بیان کیا گیا تھا۔ کہ مسیح موعود ایسے وقت میں ظاہر ہوگا۔ جبکہ سود کا سلسلہ ترقی پر ہوگا۔ شراب کثرت سے استعمال کی جائیگی۔ عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے بڑھ جائیگی۔ عورتیں ایسا باریک لباس پہنینگی۔ کہ اس میں سے ان کا بدن نظر آئیگا۔ اور وہ اپنے بدن کے بعض ان حصوں کو برہنہ رکھیں گی جو پہلے ڈھانکے جاتے تھے۔ عورتیں خرید و فروخت کا کام کثرت سے کرینگی۔ مسیحی سلطنتیں اپنے مقبوضات کو بڑھائینگی۔ اور مسلمانوں کی حکومتیں تباہ ہو جائینگی۔ تین بڑی طاقتیں تین اور بڑی طاقتوں کے ساتھ جنگ کرینگی۔ اور وہ طاقتیں جن کے ساتھ قسطنطنیہ کی حکومت شامل ہوگی۔ شکست پائینگی۔ مسیح موعود کے زمانے کے متعلق اور پیشگوئیاں یہ تھیں۔ کہ شخصی حکومتیں زوال پذیر ہو جائینگی۔ اور مزدوروں کو حکومت کرنے کا موقعہ دیا جائیگا علاوہ ازیں بہت سی ایسی پیشگوئیاں تھیں۔ جو بانی سلسلہ احمدیہ کی ذات میں پوری ہوئیں۔ مثلاً یہ کہ وہ جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور توام پیدا ہوگا۔ آپ کی زبان میں قدرے لکنت ہوگی اور آپ کا رنگ گندم گوں ہوگا۔ اور بال سیدھے ہونگے۔

آج زبردست نشانات کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپ کے دعاوی کی صداقت ثابت کر رہا ہے۔ قادیان کا گاؤں جو پنجاب میں واقع ہے۔ اور اس سلسلہ کا مرکز ہے دنیا کے تمام اطراف سے زائرین کو کھینچ رہا ہے۔ قریباً پندرہ صد آدمی مختلف ممالک سے وہاں آباد ہونے کے لئے چلے گئے ہیں۔ اور قریباً تین صد مہمان روزانہ امام سلسلہ کے دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ مسیح موعود نشانات اور معجزات کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی ہر ایک صفت کا مظہر تھا۔ اور آپ کے موجودہ جانشین نے محض خدا کے فضل سے کئی موقعوں پر خدا کے شیریں کلام کو سنا۔ اور اپنی ذات میں یا اپنے ذریعہ دوسرے لوگوں میں خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور کا تجربہ کیا۔"

"اس مضمون کے آخر پر اس بات کا اظہار کیا گیا کہ زمانہ اس بات کا محتاج ہے۔ کہ تمدنی اور پولٹیکل مسائل کو ان اخلاقی صفات سے حل کیا جائے۔ جو مذہب سے پیدا ہوتے ہیں"

گھی کے متعلق ایک ضروری اعلان

جن احباب یا انجمنوں نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء کے لئے ایک یا دو ٹین گھی دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ عمدہ خالص گھی وعدہ کردہ مقدار میں جمع کر کے تیار رکھیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ۲۵ نومبر تک ان سے گھی منگوائیں گے۔ ایسے تمام احباب کو چاہیئے کہ وہ اس اعلان کے پڑھتے ہی ایک کارڈ کے ذریعہ دفتر جلسہ سالانہ میں خاکسار کو مطلع فرما دیں کہ انہوں نے میرا اعلان مطالعہ فرما لیا ہے۔ اور یہ کہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۴ء تک گھی جمع ہو کر تیار رہیگا۔ اس گھی کے منگوانے کے متعلق کہ کس طرح منگوایا جائے گا۔ میں بذریعہ خطوط کے احباب کو مطلع کردوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام

سید محمد اسحٰق افسر جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء

جلسہ سالانہ کیلئے گھی کی ضرورت

جلسہ سالانہ کے لئے گھی بطور امداد دینے کے متعلق بہت سے احباب اور انجمنوں کے وعدے مجھے موصول ہو چکے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مگر جس قدر گھی کے خرچ ہونے کا اندازہ اس خاکسار کے نزدیک ہے۔ ابھی تمام وعدے اس کے نصف سے بھی کم ہیں۔ اس لئے تمام وہ احباب یا انجمنیں جو زمیندارہ رنگ رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے گھی دے سکتے ہیں۔ اس اعلان کے پڑھتے ہی خاکسار کو ایک کارڈ کے ذریعہ مطلع فرمادیں۔ کہ وہ ایک یا دو یا زیادہ کتنے ٹین روغن زرد کے جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء کے لئے دینگے میں تمام زمیندار احباب اور زمیندارہ انجمنوں کے وعدوں کے خطوط کے لئے چشم براہ ہوں۔

علی اللہ توکلت والیہ انیب

سید محمد اسحٰق۔ افسر جلسہ سالانہ ۱۹۲۴ء

معیار ذرّیت اور حضرت مسیح موعودؑ

اخبار "پیغام صلح" ہمیشہ سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مفسد اور غیر صالح قرار دیتا رہا ہے۔ مگر گذشتہ دنوں میں جس شدومد سے اس نے ذریت پاک کو گالیاں دی ہیں۔ ان کا پتہ سید محمد حسین صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین سے اچھی طرح لگ سکتا ہے۔ جنہوں نے مختلف عنوانوں کے ماتحت اپنے بغض و عناد کا اظہار کیا ہے۔ مؤخر الذکر نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے آیات قرآنی و واقعات سے یہ بتایا ہے۔ کہ نبی کی ذریت کا بھی صالح ہونا ضروری نہیں جیسے حضرت نوح کا بیٹا صالح نہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہم لمبی بحث کرنے کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے مختلف کتب حقیقۃ الوحی۔ تریاق القلوب وغیرہ میں اپنی اولاد کو بشارت الٰہی کے ماتحت پیدا شدہ قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے ؎

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

اور دوسری طرف آپ فرماتے ہیں:-

"ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۹ حاشیہ)

یعنی یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نبیوں اور ولیوں کو اسی اولاد کی بشارت دیتا ہے۔ جو صالح اور نیک ہو۔

کیا "پیغام صلح" اس حوالہ کو دیکھ کر شرمائیگا۔ اور آئندہ ذریت پاک پر حملے کرنے سے باز آجائیگا۔ دیدہ باید؟

خاکسار اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دار الامان ۔ ۱۵ر نومبر ۱۹۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفر یورپ

حالات لنڈن

(یہ حالات جناب بھائی عبد الرحمٰن صاحب کے خط سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ایڈیٹر)

بہائی ازم پر کاری ضرب

۳۱ اکتوبر کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سفر یورپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ہمارے اس سفر کے برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ بھی ہے کہ بہائی ازم پر بڑا کاری زخم لگا ہے۔ ورنہ ان لوگوں نے کانفرنس مذاہب کے متعلق ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ جس سے کم از کم یورپ میں ان کی بہت بڑی کامیابی اور ترقی کا اندیشہ تھا۔ خدا نے اس سانپ کو بھی کچل دیا ہے۔ اور اب سیاہ و سفید۔ نور و ظلمت۔ دن اور رات۔ علم اور جہالت۔ حق اور باطل میں لوگوں کو موازنہ کرنے کا موقعہ مل گیا ہے۔

بہائیوں کی ناکامی

حضرت میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر ہم نہ آتے تو بہائیوں کو بڑی کامیابی کی امید تھی کیونکہ وہ ایک ایسی چیز پیش کرنے کے مدعی ہیں۔ جو زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہے یعنی ایک مصلح کی آمد۔ جھوٹ سچ میں امتیاز تو بعد میں ہوتا۔ مگر سردست وہ میدان ضرور لے جاتے۔ چنانچہ ان کی تیاریاں بھی بتاتی ہیں۔ کہ ان کو بہت بڑی امید تھی۔ اور ویمبلے کے میدان میں انہوں نے بہت کچھ پروپاگنڈا کر رکھا تھا مگر مصلحت الہٰی نے اس مقام کو بدل کر لیکچر شہر کے رائل انسٹیٹوٹ میں کرا دئے۔ ان کو اس سے بھی سخت مایوسی ہوئی۔

پیغامیوں پر ضرب

دوسری بات جو اس سفر کے برکات سے ہے۔ وہ پیغامی فتنہ کے متعلق ہے ان کو بھی خدا تعالیٰ نے اپنی آستین میں جھانکنے اور اپنی ہستی کو پہچاننے کا عمدہ موقع دیدیا ہے۔ اور وہ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ اور امید نہیں کہ وہ کبھی مقابل پر آنے کی جرأت کریں۔ اس طلسم کو بھی خدا تعالیٰ نے توڑ دیا ہے۔

بلاد یورپ میں سلسلہ احمدیہ کا وقار

تیسری بڑی اور سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ ہمارے سلسلہ کا ایک وقار ان بلاد میں قائم ہو گیا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں اس کا وقار اور عظمت قائم ہو گئی ہے۔ انگلستان کا آزاد پریس کبھی کسی بڑے سے بڑے بادشاہ حتےٰ کہ خود اپنے بادشاہ کے لئے بھی اتنا نہیں لکھا کرتا۔ جس قدر کہ ہمارے متعلق اس نے لکھا ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں پونڈ کے خرچ سے بھی یہ کام نہ ہو سکتا تھا۔ جو اس پریس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مفت میں کرا دیا ہے۔ اور پریس کی اس روش سے ہی لوگوں کے دلوں میں ایسے خیالات پیدا ہوئے ہیں کہ بعض بڑے بڑے آدمیوں نے اقرار کیا ہے کہ آج سے پہلے تو احمدیت کو کوئی جانتا نہ تھا۔ مگر اب جدھر دیکھو۔ احمدیت ہی احمدیت کا ذکر ہے۔

احمدیہ لائبریری

لنڈن میں احمدیہ لائبریری کے لئے کتب ضروریہ کی فہرست بنا کر پیش کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ کتابیں محض رکھنے کے لئے نہیں ہوتی چاہئیں بلکہ ان سے کام لینا چاہیئے۔ مضامین لکھنے میں ان سے مدد لینی چاہیئے۔ اور محنت سے کام کرنا چاہیئے۔

آوارگی خیالات

آوارگی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ہر قسم کی آوارگی سے بچنا چاہیئے۔ ایک آوارگی یہ بھی ہے۔ کہ انسان کسی خاص ضرورت کے لئے کسی کتاب کا مطالعہ شروع کرتا ہے۔ مگر درمیان میں کوئی اور دلچسپ مضمون آجائے تو اس کو پڑھنا شروع کر دے۔ اور اصل غرض کو بھول جائے۔ یہ بھی ایک قسم کی آوارگی ہے۔ اس سے بھی بچنا چاہیئے۔ اسی طرح مخالفین اور دشمنان اسلام کے بھی مضامین ضرور پڑھنے چاہئیں۔ کیونکہ انہیں سے ہی ان کے جواب نکل آتے ہیں۔ اور خیالات کی رَو پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ انسان آوارگی خیالات سے بچتا رہے۔

مذہبی اشتہارات تقسیم کرنے کا طریق

لنڈن سے ریویو آف ریلیجنز کے اجرا کی تجاویز کے متعلق فرمایا۔ اشتہارات خوب تقسیم کرنے چاہئیں۔ اور بڑے بڑے گرجوں کے دروازوں پر جا کر تقسیم کرنے چاہئیں۔ کیونکہ وہاں جو لوگ جاتے ہیں۔ وہ عموماً مذہبی خیالات کے ہوتے ہیں۔ کانفرنس میں بھی لوگ مذہبی خیال ہی کے جمع ہوتے رہے ہیں۔ وہاں کی تقسیم کا آخر فائدہ ہو ہی گیا۔ اور چند خریدار مل ہی گئے۔ یہی اشتہارات اگر کسی تھیٹر کے دروازہ پر تقسیم کئے جائیں۔ تو لاکھوں میں سے ایک بھی شاید خریدار نہ بنے۔ اسپر ملک غلام فرید صاحب نے کہا۔ حضور پادری گرجا کے دروازہ پر تقسیم کرنے سے روکتے ہیں۔ اور مخالفت کرتے ہیں فرمایا۔ باہر کھڑے ہو جایا کرو۔ ملک صاحب نے کہا کہ کانفرنس کے لیکچر کے اشتہارات میں نے اسی طرح تقسیم کئے تھے۔ پہلے اندر گرجا کے گیا۔ مگر پادری نے روک دیا۔ پھر میں دروازہ پر آ گیا۔ تب بھی اس نے روکنا چاہا۔ مگر میں نہ رکا۔ اور میں نے کہا کہ انگلینڈ کا کوئی قانون مجھے یہاں سے ہٹا نہیں سکتا۔ مگر وہ میرے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور جسے میں دیتا۔ لینے سے منع کرتا تھا۔ کوئی واپس کر دیتا۔ اور بعض لے بھی جاتے تھے۔ اس کے کہنے کی پرواہ نہ کرتے تھے

کانفرنس مذاہب کا آخری اجلاس

۳۰ر اکتوبر کانفرنس مذاہب کا آخری دن تھا جسمیں شمولیت کے لئے حضرت صاحب مدعو تھے۔ حضور جمعہ اور عصر کی نماز سے فارغ ہو کر معہ خدام لیکچر ہال میں تشریف لے گئے۔ اسوقت مسٹر لافٹس ہیر کی تقریر ہو رہی تھی۔ جو جلدی ختم ہوئی۔ ان کے بعد دو ایک لیکچراروں نے مختصر سی تقریریں کیں۔ ان سب کی غرض صرف یہ تھی کہ ایسی باتیں بیان کریں۔ جن سے لوگوں کے درمیان باہم صلح کے خیالات پیدا ہوں۔ اور ہر دلعزیزی کے جذبات اُبھریں۔

پریزیڈنٹ کانفرنس کی تقریر حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق

پریزیڈنٹ نے بھی کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اور سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خصوصیت سے اور اہمیت دیکر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا۔ کہ ان کے ہم پر بہت احسان ہیں۔ اور اگر انکی توجہ اور مدد ہمارے ساتھ نہ ہوتی۔ تو شاید کانفرنس کا انعقاد ہی نہ ہوتا۔ اور آخر میں کہا کہ اب ہز ہولی نس اخیر میں اپنی زبان اُردو میں سب کو برکت دینگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی اُردو میں تقریر

چنانچہ حضور کھڑے ہوئے اور لوگوں کی درخواست اور محبت بھرے اصرار پر اُردو میں تقریر فرمائی۔ گو اکثر حصہ سامعین کا اُردو نہ سمجھتا تھا۔ مگر بعض بڑے بڑے سمجھ دار لوگ اردو خوب سمجھتے تھے۔ تقریر کے دوران میں خود پریزیڈنٹ اور اردو دان لوگ چیرز کی ابتدا کرتے رہے۔ اور حضور کی تقریر پر نہایت ہی مسرت کا اظہار کیا۔ لیکچر ہال بالکل پُر تھا۔ اور تقریباً ہر مذاق کے لوگ آخری دن ہونے کی وجہ سے جمع تھے۔ حاضری کہتے ہیں کہ پہلے دن کی نسبت بھی زیادہ تھی۔ حضور کی تقریر سے پہلے بانیان مذاہب کے لوگوں سے ان کی کتابیں پڑھنے کی درخواست کی گئی۔ حافظ روشن علی صاحب نے سورہ والناس کی تلاوت کی۔ مثنوی کے چار شعر پڑھے۔ اور آخر میں حضرت مسیح موعود کا یہ شعر پڑھا۔

" محبت تو دوا۔ ئے ہزار بیماری است

" " " "

خواجہ نذیر احمد

اسکے بعد خواجہ نذیر احمد ابن خواجہ کمال الدین صاحب حضرت کے حضور حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ مجھے حضور کے ساتھ لفظ لفظ پر اتفاق ہے۔ گو میں احمدی نہیں ہوں۔ مگر حضرت مرزا صاحب کی خدمات کا قائل ہوں۔ جو انہوں نے اسلام کے لئے کی ہیں۔

اخبار ٹائمز کا ایڈیٹر اور خواجہ صاحب

مسٹر برنن اخبار ٹائمز کا ایڈیٹر بھی اس جلسہ میں موجود تھا۔ اس نے حضرت سے خواجہ کمال الدین کے متعلق کہا۔ انکو کس چیز نے کانفرنس میں آنے سے روکا۔ جب وہ جانتے ہیں کہ اسلام کے اندر فرقے ہیں۔ اور ان کو وہ چھپا نہیں سکتے۔ اگر وہ فرقے اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ تو ان کا چھپانا اس نقصان سے بچا نہیں سکتا۔ اور ان کا اظہار کرنا اس نقصان میں کوئی زیادتی نہیں کر سکتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے رسالہ میں یہ وجہ اپنے نہ آنے کی بیان کی کہ آپکا (حضرت خلیفۃ المسیح) ذکر کرکے کہا کہ وہ فرقہ بندیوں کا ذکر کرینگے جس سے اسلام کو نقصان ہوگا۔ یہ ان کی بات ناپسندیدہ ہے۔

مولوی عبد الرحیم صاحب درد کو ٹنی پہنچانا

۱۶ اکتوبر بوقت ساڑھے آٹھ بجے حضور مع تمام خدام مولوی عبد الرحیم صاحب درد کو ٹنی چھوڑنے کے لئے گئے۔ چودہری صاحب نے دوسرا راستہ مسجد کا دکھانے کی غرض سے اور اس حصہ کی آبادی کا معائنہ کرانے کی غرض سے پٹنی کی بجائے ساؤتھ فیلڈز کے سٹیشن کا ٹکٹ لیا۔ جہاں سے مسجد والا مکان کچھ قریب بھی ہے۔ اور راستہ بھی سیدھا اور زیادہ آباد ہے۔ حضور مکان کے غربی جانب کی اراضی باغیچہ سے داخل ہوئے۔ جہاں مسجد کی تجویز کی جا رہی ہے۔ اور مقام کو دیکھ کر پسند کیا۔ باغیچہ کی درستی اور صفائی کا ارادہ فرمایا اور حکم دیا کہ کسی کمپنی کے آدمی کو ابھی بلواؤ۔ فون کیا گیا۔ مگر چونکہ آج ہفتہ کا دن ہے۔ لوگ ایک بجے کام کاج ترک کر دیتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ نہ آسکا۔ حضور نے اوپر کے کمرہ میں جا کر سب دوستوں کے ساتھ دعا کی۔ اور لمبی دعا کی۔ دعا کے بعد ایک چابی مولوی عبد الرحیم صاحب درد کو دیکر چند نصائح کیں۔ اور ملک غلام فرید کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ آپ مولوی صاحب کے ماتحت کام کریں۔ اور انکی پوری پوری فرمانبرداری کریں۔

اطاعت میں ثمرات حسنہ

فرمانبرداری اور اطاعت سے ہی ثمرات حسنہ اور مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اور ملکر کام کرنے کے بہت سے فوائد بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ اختلاف تو تمام انسانوں میں پایا جاتا ہے۔ اور تو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو آنحضرت صلعم کی بیوی تھیں۔ ان کے متعلق بھی رسول کریم صلعم فرماتے تھے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب تم ناراض ہوتی ہو تو مجھے پتہ لگ جاتا ہے۔ حضور کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرت صلعم اور حضرت عائشہ جیسے پاک لوگوں میں بھی اختلاف ہو جایا کرتا تھا۔ غلطی بڑے سے بڑے جرنیل سے بھی ہو سکتی ہے۔ جنگ احد کے موقعہ پر رسول کریم صلعم کو منافقوں نے کہا تھا کہ مدینہ سے باہر نکلنے میں تکلیف ہوگی۔ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف رائے دی جس سے حضور شہر کی ناکہ سے باہر جانا پسند کر لیا۔ مگر آخر نتیجہ وہی ہوا۔ جو منافقوں نے کہا تھا ایسی غلطی ہر انسان سے ممکن ہے مگر اختلاف رائے کے ہوتے ہوئے بھی فرمانبرداری اور اطاعت ہی کا حکم ہے اور اسی میں برکت ہے۔ انتظام کے قیام کے لئے بھی یہی راہ ٹھیک ہے پس اگر کسی امر میں کبھی اختلاف رائے بھی ہو تو اس کو قربان کرکے بھی اسلامی سپرٹ کو قائم رکھنا چاہیئے۔

ماتحتوں سے سلوک

دوسری طرف مولوی صاحب کو بھی تاکید کی کہ اپنے ماتحت آدمیوں کے احساسات اور جذبات کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور خواہ مخواہ ایسا طریق اختیار نہ کرنا چاہیئے جس سے انکے دل میں کوئی ایسا خیال پیدا ہو کہ ان پر ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ باہم مشورہ سے اور ملکر کام کرنے کی کوشش کریں۔ مگر جب واقعہ میں کوئی بات ایسی ہو جس کا اثر سلسلہ پر یا کام پر پڑتا ہو۔ تو ایسے حالات کو چھپانا بھی ٹھیک نہیں مرکز میں صحیح صحیح حالات پہنچانے چاہیئیں۔ اختلاف کی صورت میں اسوقت ماتحت کو حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ مگر اپیل کا دروازہ کھلا ہے اور اس کا حق ہے کہ اوپر اپیل کرے۔

تبلیغی اخراجات

غرض بہت نصائح فرمائیں۔ اور مفید معلومات انکو دیے۔ اور آخر فرمایا کہ ضروریات کے لحاظ سے اخراجات کی ایک تفصیل مشورہ کرکے پیش کرو۔ مگر الگ الگ یکجائی طور پر اب کسی مبلغ کو کوئی روپیہ نہیں دیا جائیگا۔ تبلیغی سفروں کیلئے اخراجات کا الگ اندازہ کیا جائے۔ شہر میں جمعہ کی آمد و رفت کے لئے الگ۔ یکان پر آنیوالے مہمانوں کی چاء وغیرہ کا الگ اندازہ ہو۔

مولوی مبارک علی صاحب کی برلن واپسی

مولوی مبارک علی صاحب واپس برلن تشریف لے گئے ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب واپس لنڈن آگئے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہ یہاں سے جاتے ہوئے دو سو میل کا سفر تین گھنٹہ میں طے کر کے گئے تھے۔ اور کہ انکی گاڑی اس سٹیشن پر کھڑی نہیں ہوئی تھی جہاں انہوں نے اترنا تھا۔ گاڑی پوری رفتار سے چلتی ہی گئی۔ اور وہ اتر بھی گئے۔

چلتی گاڑی سے اترنا

شاید آپ حیران ہونگے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ گاڑی کھڑی بھی نہ ہو اور ۶۰ یا ۷۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی چلی جائے۔ بات یہ ہے کہ یہاں بعض تیز رفتار گاڑیوں کے ساتھ ایسا انتظام ہے کہ بعض بڑے بڑے سٹیشنوں پر اترنیوالے لوگوں کو الگ الگ کمپارٹمنٹ میں بٹھاتے ہیں۔ جب گاڑی اس سٹیشن کے پلیٹ فارم سے گذرتی ہے۔ تو وہ ڈبہ کسی طرح سے چلتی گاڑی میں سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور ایسے اندازہ سے کاٹتے ہیں کہ پلیٹ فارم پر ہی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بغیر گاڑی کو ٹھیرانے کے مسافر اپنے اپنے سٹیشنوں پر اترتے جاتے ہیں۔

ایک ترک خاتون سے ملاقات

۵ / اکتوبر کو نماز ظہر کے بعد ایک ترک لیڈی لطفی بیگم آئی۔ اس سے حضرت صاحب دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اور عصر کی نماز تک مسجد کے کمرہ میں بیٹھے رہے۔ اس عورت نے بھی جماعت کے ساتھ پیچھے الگ جگہ نماز ادا کی۔

بہائیوں سے ملاقات

اتنے میں دو تین بہائی ملاقات کو آگئے۔ حضرت نے پہلے انکو چاء پلانے کا حکم دیا۔ جب چاء سے فارغ ہو چکے تو پھر حضرت خود بھی نیچے لائبریری کے کمرہ میں ان سے ملاقات کو تشریف لیگئے۔ پہلے تو خیال تھا کہ ملاقات پرائیویٹ ہو۔ مگر آہستہ آہستہ پبلک ہوتی گئی۔ اور بہت سے دوست وہاں جا پہنچے۔ حضرت نے ان سے پوچھا کہ وہ دلائل بیان کریں جن سے تم بہاء اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ چند مرتبہ اس سوال کو دہرانا پڑا۔ مگر کوئی دلیل وہ پیش نہ کر سکے اور ادہر ادہر کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت صاحب نے فرمایا وہ بات بتاؤ جو بہاء اللہ نے دنیا کے سامنے پیش کی ہو۔ اور وہ پہلے قرآن شریف میں موجود نہ ہو۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ "یونیورسل پیس" حضور نے قرآن شریف سے بتایا کہ دیکھو اسمیں یونیورسل پیس موجود ہے۔ انہوں نے جہاد پر اعتراض کیا کہ قرآن نے جہاد کی تعلیم دی ہے جو امن کے خلاف ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ جہاد کے معنی ہیں اگر کوئی قوم یا شخص تلوار کے زور سے تم کو دین اور مذہب سے پھرانے کی کوشش کرے۔ تو اس کا دفاع کرو۔ اپنا بچاؤ کرو۔ یہ اسلام کا حکم ہے۔ کیا بہائی ایسے وقت میں جب کوئی تلوار لیکر انکے سر پر کھڑا ہو قتل ہو جانے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اگر یہی تعلیم ہے تو یہ بھی پہلے موجود ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ اگر کوئی تیری ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے۔ اگر کرتہ چھینے تو چادر اتار دے۔ مگر یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں کرنے کی نہیں۔ خود بہائیوں کی قتل اور خونریزی کے واقعات موجود ہیں۔ صبح ازل کے تین آدمی قتل کر دیے تھے عین عکہ میں اور اسکے سوا بھی کئی مثالیں انکے قتل اور غارتگری کی ہیں۔

بہائیوں کو مقابلہ کی دعوت

آخر میں جب وہ کسی بات پر نہ آئے تو حضرت نے فرمایا کہ آؤ تمہارے دعویٰ کا امتحان کریں کوئی ایک مضمون لیکر تم اپنی کتاب کے حوالوں سے بہاء اللہ کی تعلیم کے حوالہ دیکر لکھو اور ہم قرآن کریم کے حوالجات سے لکھیں گے۔ پھر ان دونو مضامین کو شائع کر دینگے پبلک خود فیصلہ کریگی کہ کونسا مذہب دلیل اور برہان کے ساتھ حکمت اور حق اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور کون مذہب خالی دعویٰ ہی دعویٰ پیش کرتا ہے۔ اور دوسروں کی تسلی اور زمانہ کی روش کے مطابق دنیا کے سامنے ایک تعلیم بناکر دنیا کا ہادی بننے کا ادعا کرتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں وہ بالکل ساکت ہو گئے۔ جھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔

لباس پر ہنسی

بنگال کے ایک صاحب خان بہادر کھانے پر مدعو تھے۔ ان سے حضرت صاحب دیر تک گفتگو کرتے رہے پگڑی۔ ٹوپی۔ ڈاڑھی اور سلوار کا ذکر ہوتا رہا۔ حضرت صاحب نے فرمایا یہاں بھی لوگ مختلف قسم کے ہیں۔ بعض ہمارے اس لباس کو لوبی (پیارا) کہکے پکارتے ہیں۔ بعض ہنستے بھی ہیں۔ بعض مسکراہٹ پر بس کرتے ہیں۔ اور بعض ادنیٰ طبقات میں تالیاں اور قہقہے بھی لگائے جاتے ہیں۔ ایک چھوٹے بچے کا ذکر فرمایا کہ مجھے دیکھ کر بے ساختہ ہنسنے لگا۔ ماں اس کی جوں جوں اسکو روکتی۔ وہ زیادہ ہنستا۔ آخر مجھ سے بھی نہ رہا گیا۔ مجھے بھی ہنسی آگئی۔ اس بچے کی ہنسی بجائے بُری لگنے کے پیاری لگتی تھی۔ آخر میں نے پوچھا کہ تم کو کس بات سے ہنسی آئی۔ پگڑی سے یا ڈاڑھی سے یا سلوار سے مگر ہنسی کے سوا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

دل کی غلامی

فرمایا۔ کوئی کسی کو غلام نہیں بنا سکتا جب تک دل کسی کی غلامی کے لئے تیار نہ ہو جب کوئی مسلمان اپنے ملکی اور قومی لباس کو ترک کرکے اور اپنی مذہبی علامات کی ہتک کرکے دوسری اقوام کا تلباس اور فیشن اختیار کر لیتا ہے۔ تو یہی وہ غلامی ہے۔ جس کو وہ اپنے عمل اور فعل سے ثابت کرتا ہے۔ زبان سے ہزار کہے۔ کہ میں انگریزوں سے نفرت کرتا ہوں۔ ان کی حکومت سے آزاد ہونا چاہتا ہوں۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ حقیقۃً ان کا غلام ہے ؛

انگریزی لباس

میں تو اس وقت تک کہ انگریز ہندوستان میں جا کر سلوار اور پگڑی باندھنا شروع نہ کر دیں۔ ان کی پتلون وغیرہ کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور قومی ہتک خیال کرتا ہوں۔ ہاں اگر یہ لوگ ہندوستان میں جا کر ہندوستانی لباس پہننا شروع کر دیں۔ تو پھر انگلستان میں انگلستان کا لباس پہنا جا سکتا ہے۔ ٹوپی چونکہ ان کا مذہبی نشان تجویز ہو چکا ہے۔ لہذا اس کی ابھی میں اس وقت تک اجازت نہیں دیتا۔ جب تک کہ ہزارہا لوگ ان میں سے مسلمان نہ ہو جائیں جب کثرت سے ان کے لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ تب ٹوپی بھی ان کا مذہبی لباس نہ رہے گا۔ وغیرہ وغیرہ (ٹوپی سے مراد ہیٹ ہے)

حضرت خلیفۃ المسیح عراق عرب میں

۷ راکتوبر ۱۹۲۴ء عراق عرب کے ایک خط سے معلوم ہوا۔ کہ وہاں کے اخبارات میں شام کے اخبارات کے مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ گو مخالفت کے رنگ میں ہیں۔ مگر بہرحال ایک کام ہو رہا ہے۔ وہاں کی جماعت نے حضور کی خدمت میں لکھا ہے۔ کہ ہم لوگوں نے حضور کو عراق عرب میں اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھا۔ اور حضور تمام خدام سمیت چلتے پھرتے۔ باتیں کرتے۔ دعائیں کرتے نظر آئے۔ یعنی سینما کے ذریعہ وہ نظارہ ایسا عجیب تھا۔ کہ ہم نے منت کہا۔ کہ ذرا اور دیکھ لیں ذرا اور دیکھ لیں۔ ایک ایک خادم الگ الگ نظر آ رہا تھا۔ تین دن متواتر یہ نظارہ یہاں دیکھنا نصیب ہوا جس سے بہت ہی لطف آیا ؛

سلسلہ احمدیہ کی شہرت کے سامان

خدا تعالیٰ کی قدرتیں بھی عجیب در عجیب ہیں۔ ساری دنیا میں سلسلہ احمدیہ کا ذکر پہنچانے کے لئے یہ سامان کیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو انگلستان میں دعوت دی گئی۔ حضور تشریف لے گئے۔ اور سارا لندن شہر کا شہر تھا۔ ادھر فوٹو گرافروں کے دل میں تحریک ہوئی۔ اور وہ وہاں جا پہنچے۔ انہوں نے وہ نظارے فلموں میں بھر کر سینما میں بھیج دئے۔ اب وہ فلمیں ہیں۔ جو عراق عرب میں۔ مصر میں۔ شام میں امریکہ وافریقہ میں غرض تمام دنیا میں چکر لگا رہی ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ سے عراق عرب کی جماعت نے حضور کو اور حضور کے خدام کو دیکھا اور کارکنان کمپنی سے کہا۔ کہ بہت آہستگی سے دکھائیں۔ تین دن تک وہاں ڈونڈی پٹتی رہی۔ کہ جس نے حضرت خلیفۃ المسیح کو دیکھنا ہو۔ دیکھ لے۔ تین دن کے بعد پھر کمپنی چلی جائے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام کا تین دن تک شہروں میں ڈھنڈورا پیٹا جانا کوئی آسان بات نہیں۔ لاکھوں روپیہ کے صرف سے بھی ہم اس کو نہ کر سکتے تھے۔ جو خدا نے مفت دنیا میں اس طرح سے حضرت کا نام پہنچا دیا طالبان حق غور کریں خدا تعالیٰ ان باتوں کو کس طرح پورا کر رہا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو وحی کے ذریعہ خدا نے اس وقت بتائی تھیں جب کہ آپ گمنامی کی حالت میں تھے۔ کہ میں تیرے نام کو روشن کروں گا۔ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔

مولوی نعمت اللہ خاں کی شہادت

آج مولوی نعمت اللہ خانصاحب کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میرے خیال میں حضرت صاحب کا وہ الہام "شاتان تذبحان" اپنی پوری شان سے اب پورا ہوا۔ اور فرمایا۔ کہ پیشگوئی کی صداقت اور عظمت بڑھ جاتی ہے۔ جب وہ کئی پہلوؤں سے پوری ہو۔

لیکھرام کی پیشگوئی اور آریہ سماج

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کوئی پیشگوئی کسی خاص فرد کے متعلق نہیں فرماتا۔ جب تک کہ اس قوم کا اس سے تعلق نہ ہو۔ ورنہ اگر فرد پر ہی وہ ختم ہو جائے۔ تو اسکی شان اور عظمت نہیں ہوتی۔ بلکہ بالکل ایک معمولی بات رہ جاتی ہے۔ لیکھرام ایک فرد تھا۔ اسکی نسبت پیشگوئی ہوئی۔ اور وہ نہ ٹلی۔ اور حرف بحرف پوری ہوئی۔ جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ آریہ قوم کی نسبت حضرت صاحب کی جو پیشگوئی ہے کہ وہ سو سال کے اندر تباہ ہو جائیگی۔ انشاء اللہ ضرور پوری ہوگی۔ کیونکہ پیشگوئی کے دراصل دو حصے تھے دو ٹانگیں تھیں۔ ایک ٹانگ ٹوٹ گئی جس سے یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ دوسری بھی ضرور ٹوٹ کر رہے گی ؛

آتھم کی پیشگوئی اور عیسائی

عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کا ٹل جانا عیسائی قوم کے لئے ایک حد تک امید کی صورت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس قوم میں سے اکثر حصہ ضرور مسلمان ہو جائے گا۔ اور تباہی اور ہلاکت سے بچا لیا جائے گا۔ اور یہ قوم ضرور رجوع الی الحق کرکے خدائی گرفت اور پکڑ سے بچ جاوے گی ؛

مسلمانوں کے متعلق پیشگوئیاں

مسلمانوں کے لئے دو قسم کی پیشگوئیاں ہیں۔ نہ ٹلنے والی بھی۔ اور ٹل جانے والی بھی۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس قوم کا ایک حصہ خدا کی رحمت کے نیچے آکر ہدایت پا جائے گا۔ اور عذاب الٰہی سے بچ جاوے گا۔ اور ایک حصہ ضرور گرفت کے نیچے آکر تباہ ہوگا۔ اور پہلے یہود سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا ؛

غیر احمدی مولویوں پر رحم

فرمایا۔ مجھے تو ان غیر احمدی مولویوں پر رحم آیا کرتا ہے جب میں خیال کیا کرتا ہوں۔ کہ ان کی تو اب ذلت اور رسوائی کے سامان ہو رہے ہیں۔ اور خدا نے ہمیں قوت اور سطوت عطا کرنی ہے۔ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایک سو سال تک اور مشکل اس رنگ میں گذارہ کر سکیں گے۔ پھر جب خدا تعالیٰ احمدیوں کو حکومت دیگا۔ احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہونگے۔ اور عدالت کے پرانے فائل نکال کر پیش ہوں گے۔ تو اس وقت ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا۔ مجھے خطرہ ہے۔ کہ اس وقت کے احمدی انکے مظالم کو پڑھ پڑھ کر اور ان کے قتل اور سنگساری کے جرائم کے حالات کو دیکھکر ان سے کیا سلوک کرینگے۔ اس وجہ سے مجھے ان پر رحم آتا ہے اور پھر اپنے اوپر بھی آتا ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ وہ لوگ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں گے۔ تو پھر وہ بھی اسی سزا کے مستوجب ہونگے۔ فرمایا۔ جب تک حضرت مسیح موعود دنیا میں نہ آئے تھے۔ وہ یہود یہود تھے۔ اور ان پر وہ لعنت تھی۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ ماننے کی وجہ سے ان پر نازل ہوئی تھی۔ مگر جب سے حضرت مسیح موعود آ گئے ہیں۔ تب سے ان کی اور ان مولویوں کی پوزیشن برابر ہو گئی ہے۔ بلکہ یہ ان سے بھی گر گئے ہیں۔ اور زیادہ قابل مواخذہ ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اب وہ یہود ابھرتے نظر آتے ہیں۔ اور یہ مثیل یہود بیٹھتے چلے جا رہے ہیں ؛

اعلیٰ طبقہ میں تحریک

فرمایا۔ لنڈن کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں بھی تحریک ہے۔ اور وہ باوجود سخت مصروفیتوں کے جن کا اندازہ ہمارے ملک کے لوگ نہیں کر سکتے۔ سلسلہ کے متعلق دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس تحریک کا اور اس احساس کا پیدا ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں

الفضل کا خیال

نماز شام کے بعد حضرت نے کھانا خدام کے ساتھ میز پر تناول فرمایا۔ ابھی میز پر ہی تھے۔ کہ کمپنی سے ٹیلیفون ہوا۔ معلوم ہوا۔ کہ وہاں سے اخبار الفضل آنے کی اطلاع آئی ہے۔ چونکہ بارش تیز تھی۔ ہم نے صرف سرخیاں پوچھیں۔ حضرت میر صاحب کی نظم کا پتہ لگا۔ وہ فون ہی میں لکھ کر حضرت کے حضور پیش کی۔ حضور نے پڑھ کر فرمایا۔ علی محمد جا کر اخبار لے آئے۔ مگر شیخ صاحب مصری نے عرض کیا۔ کہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد ہی کو کیوں نہ بلا لیا جائے۔ حضور نے پسند فرمایا۔ اور فون میں حکم دیا گیا۔ چنانچہ بمشکل آدھ گھنٹہ ہی گذرا ہوگا۔ کہ مولوی صاحب آ گئے

اور الفضل لائے۔ حضور نے پڑھا۔ اور پھر نماز عشاء کیلئے تشریف لائے۔ نماز کے بعد بیٹھ گئے۔ اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو بیٹے بشیر احمد ابن حقانی والی فارسی نظم پڑھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ بہت ہی عجیب نظم ہے ؛

شہید مرحوم کے متعلق گورنمنٹوں کے تار

شہید مرحوم کے متعلق جو تار ہیں گورنمنٹوں کو دی گئی تھیں۔ ان کے جواب آنے شروع ہو گئے۔ لیگ آف نیشنز کا تار آیا۔ کہ افغان گورنمنٹ چونکہ ابھی تک لیگ آف نیشنز میں شامل نہیں۔ اس وجہ سے ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کر سکتے۔ سوئٹزرلینڈ سے تار آیا۔ کہ تار پہونچ گیا ہے ہم اپنی گورنمنٹ میں پیش کرینگے۔ وہ جو کارروائی کرے گی۔ اس کی پھر اطلاع دی جائیگی۔ ایک اور جگہ سے تار پہنچنے کی رسید آئی ہے۔ غالباً پیرو سے۔ غرض یہ سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے ؛

الفضل کی غلطی

فرمایا۔ کہ الفضل نے ایک بڑی غلطی کی ہے وہ یہ کہ شائع کیا ہے۔ کہ چونکہ ہمارے اخبارات کابل نہیں جا سکتے۔ لہذا مولوی نعمت اللہ خانصاحب کی شہادت کے متعلق نفرت کے ریزولیوشن یہاں نہ بھیجے جائیں۔ یہ ٹھیک نہیں تھا۔ ہمارے اخبارات کابل میں جاتے یا نہ جاتے۔ لوگوں کو دلوں کی بھڑاس نکال لینے کے لئے موقعہ دینا چاہیئے تھا۔ ایک آدمی کسی جنگل بیابان میں ہوتا ہے۔ اس کو کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ اس کی آواز کوئی نہیں سن رہا۔ اور کوئی اس کی مدد نہیں کر سکتا۔ مگر وہ روتا پکارتا اور چیختا ہے۔ یہ ایک طبعی امر ہے۔ اس کو روکنا گویا فطرت کو مارنا ہے ؛

مولوی نعمت اللہ خاں اور ایک شعر

چوہدری علی محمد صاحب نے بتایا رات کی نظموں میں ایک نظم حضرت خلیفۃ المسیح کی بھی پڑھی گئی۔ جب یہ شعر پڑھا گیا۔ کہ ؎

اس زندگی سے موت ہی بہتر ہے اے خدا

جس میں کہ تیرا نام چھپانا پڑے ہمیں

تو حضور نے فرمایا۔ کہ مولوی نعمت اللہ خانصاحب شہید نے اس شعر کے مضمون کی تصدیق کر کے دکھا دی ہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ہوس آف کامنز میں

۸ر اکتوبر آج بارہ بجے حضور معہ خدام ہوس آف کامنز (پارلیمنٹ ہاؤس) میں تشریف لے گئے۔ جہاں ایک ممبر نے بڑی محبت اور اعزاز سے تمام مقامات پھر کر دکھائے اور ہر جگہ کے متعلق بطور لیکچر ایک تقریر کر کے حالات بتاتا رہا پارلیمنٹ کے عام اجلاس کے مقام۔ سب کمیٹیوں کے اجلاسوں کے کمرے۔ خاموش گھر۔ لائبریری۔ ریکارڈ روم۔ ہوٹل۔ اور بعض نہایت ضروری اور خوبصورت مقامات۔ حتیٰ کہ ایک اندھیری کوٹھڑی (جہاں ایک عورت نے چھپ کر گن پوڈر کے ذریعہ تمام پارلیمنٹ ہوس کے یکدم اڑا دینے کا انتظام کیا تھا۔ اور عین وقت پر پکڑی گئی) دکھائی ؛

عمارت نہایت شاندار ہے۔ اور شاہی شان و شوکت اور داب حکومت کے اظہار اور اپنی قوت اور طاقت کی نمائش کے پورے سامان مہیا کئے گئے ہیں۔ پولیس مین اس مقام پر خاص طور پر چن کر مقرر کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۶½ فٹ سے کم بلند شاید ہی کوئی ہوگا۔ اور ڈریڈ ڈول اس بلندی کو اور بھی بلند دکھاتا ہے۔ عمارت میں کاریگری اور صناعی کا بھی کمال دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ دریا کا کنارہ اور ایسی شاندار عمارت عجیب منظر ہے۔ جن صاحب نے عمارت دکھائی۔ انہوں نے حضور سے کہا۔ ہمیں بعض اوقات دورہ کے لئے ہندوستان بھیجا جاتا ہے۔ شائد مجھے بھی ہندوستان آنے کا موقع ملے۔ ذوالفقار علی خانصاحب نے کہا۔ کہ جب آپ آویں۔ تو قادیان ضرور آویں۔ اس نے وعدہ کیا۔ کہ ہندوستان آیا۔ تو ضرور قادیان آؤں گا ؛

اخراجات میں احتیاط

حضور نے اخراجات میں خاص احتیاط کے احکام جاری کئے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ خود بھی صرف سبزی اور ایک دو چپاتی پر گذارہ کرتے ہیں۔ وہ حکم میرے پاس تحریری موجود ہے۔ اس میں حضور نے لکھا ہے۔ کہ خواہ دال کھانی پڑے۔ مگر اس حد سے اخراجات تجاوز نہ کریں ؛

آنکھوں میں سخت تکلیف

۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء فرمایا میری آنکھوں کے حلقوں میں درد ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ سوتے سوتے چیخ نکل جاتی ہے۔ ایکسپرٹ ڈاکٹروں کو دکھانے کی تجویز ہے۔ وہ آرام بتاتے ہیں۔ جو مجھے میسر نہیں ہو سکتا ؛

مولوی نعمت اللہ خانصاحب کی سنگساری

کابلی و ہندی علماء توجہ کریں

ایک غیر احمدی کا خط

علماء کابل نے اپنی خواہش نفس یا تعصب مذہبی کے تابع ہو کر نعمت اللہ احمدی کو سنگسار کرا دیا۔ اور ارکان حکومت کابل کو دنیا کی نظروں میں وحشی ظالم اور متعصب مشہور کرا دیا۔ میں بحیثیت سنی الحنفی اور دیوبندی علماء کا متبع ہوتے ہوئے اس فعل کو حق بجانب سمجھ لیتا اگر اس امر کا ثبوت کسی عنوان سے ملجاتا کہ مملکت کابل میں تعزیرات اسلامی و قوانین شریعت کا مکمل طور پر نفاذ ہے۔ جبکہ اس کا ثبوت ملنا ناممکن بلکہ محال ہے۔ تو نعمت اللہ احمدی کو سنگسار کرانا تعصب اور ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ علاوہ ازیں مجھ کو اس وجہ کو بھی زیادہ ظلم معلوم ہوتا ہے۔ کہ مدعیان تہذیب و مساوات اسلام کے شیدائیوں نے ہر مذہبی خیال کے لوگوں کو تحریری وعدہ کے ذریعہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ کہ ہر ایک شخص کی جان و مال کی حفاظت کیجاویگی۔ خواہ انکے مذہبی خیالات ہمارے موافق ہوں یا مخالف۔ ایسا وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرنا خدا اور رسول کے ناراض ہونیکا باعث ہے۔ علاوہ احادیث سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ خلافی کرنے والے کیلئے جنت حرام فرمائی ہے۔ اور قرآن شریف سے تو کافر و جہنمی ہونا دونوں ثابت ہوتے ہیں۔ یہ علماء کابل و اراکین کابل کی ناعاقبت اندیشی ہے کہ نعمت اللہ کی سنگساری کرا کے تیسری دفعہ خطا کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کیا آپ حضرات نے کبھی یکسوئی حاصل ہونے پر اس نکتہ کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ کہ کسی کے خیال کو بزور بند کرنا اس خیال کی اشاعت کے مترادف ہے۔ یہ دلیل واقعات حاضرہ متعلق سیاست ہند سے بھی آپ کو معلوم ہو۔ آپ اگر نا اہل نہ ہوتے یا عالم باعمل ہوتے۔ تو احمدیوں کے خیالات کا انسداد دلائل معقول سے کرتے۔ اس پر بھی [illegible]

لنڈن میں مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد

۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ۴ بجے حضرت خلیفۃ المسیح نے لنڈن میں مسجد احمدیہ کا بنیادی پتھر رکھا۔ یہ لنڈن نہیں انگلستان نہیں بلکہ یورپ میں پہلی مسجد ہوگی۔ اس لحاظ سے کہ اگر کوئی مسجد اس سے پہلے ہے۔ تو وہ کسی مسلمان نے نہیں بنائی۔ ووکنگ کی مسجد ڈاکٹر لائنٹز نے بطور ایک عجوبہ کے بنائی تھی۔ نہ کہ مسجد کی ضرورت کے لحاظ سے۔ بہر حال یہ مسجد پہلی اسلامی مسجد ہے۔ اس مسجد پر جو کتبہ لگایا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ یہ کتبہ حضرت اقدس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا معہ انگریزی ترجمہ کے کندہ ہوگا (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

ہو الناصر

قل ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان (پنجاب) ہندوستان ہے۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا کا ذکر انگلستان میں بلند ہو۔ اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں۔ جو ہمیں ملی ہے۔ آج ۲۰ر ربیع الاول ۱۳۴۳ھ ہجری المقدس کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرماوے۔ اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی۔ تقویٰ۔ انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے۔ اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء الفضل

[illegible]

لنڈن میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بہائیوں سے گفتگو

۶ر اکتوبر کو ۱۱ بجے حضور نے ای اوکیٹن ہال میں مسٹر ٹنڈل کی میٹنگ میں مشرق و مغرب کے اتحاد پر تقریر کے لئے جانا تھا۔ لیکن ناسازی طبیعت کی وجہ سے تشریف نہ لے جا سکے۔ نیر صاحب تشریف لے گئے۔ اور انہوں نے موسم کی خرابی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ چونکہ سورج بادلوں میں ہے۔ ہمارا سورج بھی بادلوں میں ہے۔ اس سے حضرت کی ناسازی مزاج کی طرف اشارہ مقصود تھا۔ اس روز سورج بھی نہیں نکلا۔ اور یہاں کا تو قریباً ایسا ہی حال رہتا ہے۔ اس لئے یہاں ملاقات میں پہلا سوال موسم ہی کا ہوتا ہے۔ بہرحال حضرت صاحب وہاں تشریف نہ لے جا سکے۔ ۵ بجے کے بعد بہائیوں سے ملاقات کا وقت مقرر تھا۔ چنانچہ انکے تین نمائندے آئے۔ دو ایرانی تاجر تھے۔ جن میں سے ایک کا نام مسٹر ضیاء اللہ ہے۔ جنہوں نے لنڈن ہی میں شادی کی ہے۔ ایک انگریز لیڈی تھی۔ حضرت اقدس عصر کی نماز پڑھ کر تشریف فرما تھے۔ جب ان کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ان کو چار پلاؤ۔ اس کے بعد میں آتا ہوں۔ چائے نوشی سے جب وہ فارغ ہو چکے۔ تو حضرت تشریف لے گئے۔ قریباً دو ڈھائی گھنٹے تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ تینوں حضرات سوال پوچھتے۔ اور جواب پاتے تھے۔ اس گفتگو میں جو امر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ وہ بہائی حضرات کی اپنے مذہب سے ناواقفی ہے۔ میں اس وقت صرف خاص خاص باتیں درج کروں گا۔ اور مفصل یہ مکالمہ سفرنامہ میں انشاء اللہ درج ہوگا۔ لنڈن کی بہائی تحریک کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ورود لنڈن اور سلسلہ کی عام اشاعت اور عظمت سے جو دھکا لگا ہے۔ اسے انہوں نے محسوس کیا ہے۔ چنانچہ ۷ راکتوبر ۱۹۲۴ء کو کیکسٹن ہال میں کناڈا کے ایک بہائی نے اپنے لیکچر میں کہا۔ کہ "یہاں انگلستان اور دوسرے بعض ممالک میں جن خطرناک سوالات میں سے ہم گذر رہے ہیں۔ ان پر غور کی ضرورت ہے" چونکہ میں اس جلسہ کے نوٹ لے رہا تھا۔ ان سوالات کا ذکر لیکچرار نے نہیں کیا۔ مگر اس کا مطلب صاف تھا۔ اور اس کو اسی غرض کے لئے ٹھہرایا گیا تھا۔ کہ لنڈن میں ایک آدھ لیکچر دے

بہائی حضرات نے حضرت کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا۔ کہ جناب مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل مخصوص کیا ہے۔ ہم کو علم نہیں۔ ہم حضرت بہاء اللہ کے غلام ہیں۔

یہ سوال تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کے جواب میں فرمایا۔ میں بطور ایک اصل کے کہتا ہوں۔ کہ جن لوگوں نے کسی شخص کو راستباز سمجھ کر مانا ہو۔ ان کے لئے کسی شخص کے دعویٰ کا پرکھنا آسان ہوتا ہے۔ آپ لوگ اقرار کرتے ہیں۔ کہ مرزا حسین علی صاحب کو آپ نے مانا ہے۔ مجھے یہ معلوم ہو جائے۔ کہ کس دلیل سے آپنے ان کے دعویٰ کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ (قطع نظر اس کے ان کا دعویٰ کیا تھا۔) تاکہ میں اس طریق کو مدنظر رکھوں۔ اور اگر آپ نے محض اس لئے مانا ہے۔ کہ آپ ایسے ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ جو ان کو مانتے تھے۔ تو پھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کے دلائل میں دوسرا طریق اختیار کروں:

حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ سوال بطور اصل موضوع پیش کیا تھا۔ مگر اڑہائی گھنٹہ کے مکالمہ میں اس کا جواب نہ ہوا۔ اور وہ دلیل پیش نہ ہوئی۔ جس کی مدد سے انہوں نے جناب مرزا حسین علی صاحب کو صادق تسلیم کیا تھا۔ چنانچہ اس کا جواب یہ دیا گیا۔

میں نے بذات خود اپنے والدین کو مسلمان پایا۔ میری ماں ایک مولوی کی لڑکی تھی۔ اس نے بہاء اللہ کو قبول نہیں کیا۔ صرف میں نے تلاش کر کے حق کو قبول کیا۔ اور سچا مذہب بہائی ہے اس لئے میں بہت شکر گذار ہوں۔ کہ بہائی مذہب کی تعلیم ایسی آسان ہے۔ کہ اس کو قبول کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو میں انگلستان میں نہ آتا۔ خدا جانے کیا ہوتا۔ جو رہ نہ پایا کچھ اور۔

جواب خود اپنی حقیقت بیان کر رہا ہے۔ مختلف سوال و جواب کے سلسلہ میں انہوں نے جناب بہاء اللہ کی تعلیم کی ایک خوبی یہ پیش کی۔ کہ انہوں نے حکم دیا ہے۔ کہ عورت کو مرد سے زیادہ تعلیم دی جاوے۔ اور ان کے حقوق مساوی کئے ہیں:

اس پر ان سے پوچھا گیا۔ کہ یہ تو متضاد ہے۔ جب ترجیح ہوئی۔ تو مساوات کہاں رہی۔ اس پر گھبرا کر یورپین لیڈی نے کہا۔ کہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ وہ نیشن کی ماں (ام القوم) ہے۔ اس لئے زیادہ تعلیم دی جاوے۔ اور اس لئے ترجیح ہے

حضرت نے اس پر جو فرمایا۔ اس نے بہائی حضرات کے لئے دروازہ بند کر دیا۔ اور ان کی گھبراہٹ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے پتہ لگا۔ اور آپ نے قبول کر لیا ہے کہ کوئی وجہ ہو۔ تو عورت یا مرد کو ترجیح ہو سکتی ہے۔ پس اگر اسلام میں کسی جگہ مرد کو عورت پر ترجیح یا فضیلت ہو۔ تو ہم نے کب کہا ہے۔ کہ بلاوجہ ہے۔ جب ایسی کوئی صورت آپ پیش کریں گے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم آپ کو اس کی وجہ معقول بتا دیں۔ آپ پیش کریں۔ اور مجھ سے جواب لیں۔

دوسری بات آپ نے یہ پیش کی ہے۔ کہ لڑکوں سے زیادہ تعلیم دینی چاہیئے۔ یہ آپ کو مرزا حسین علی صاحب کی تعلیم سے معلوم ہوا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا جناب مرزا حسین علی صاحب کی لڑکیاں تھیں۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ تھیں۔ اب یہ ثابت کرنا آپ کا فرض ہے۔ کہ ان کو لڑکوں سے زیادہ تعلیم دی گئی تھی۔ اگر لڑکوں سے زیادہ تعلیم دی گئی تھی۔ اور وہ ان سے قابل تر تھیں۔ تو کیوں انہوں نے ان کو اپنا جانشین مقرر نہ کیا۔ آپ کے عقیدہ کے موافق جو دو شخص آئے۔ (باب و بہاء اللہ) وہ مرد تھے۔ ان میں کوئی عورت نہ تھی۔ اور ان دونوں میں سے بھی کسی نے اپنا جانشین عورت کو منتخب نہ کیا۔ نہ سید علی محمد باب نے اور نہ مرزا حسین علی صاحب نے۔ جناب مرزا حسین علی صاحب نے لڑکی کو چھوڑ دیا۔ اور نواسہ کو تجویز کر دیا۔ اس قول اور فعل میں مطابقت کر کے دکھائیں:

جب دوسرے بہائی مسٹر ضیاء اللہ صاحب نے دیکھا۔ کہ یہ صاحب چل نہیں سکتے۔ تو وہ اس موقعہ پر گفتگو کے لئے آمادہ ہوئے اور پہلے بہائی کو خاموش کرا کر خود گفتگو کرنے لگے۔ انہوں نے سلسلہ کلام میں اپنے الفاظ میں غلط طور پر لو تقول کا مفہوم پیش کیا۔ مگر حضرت نے اس کو صحیح آیت بتائی۔ اور فرمایا۔ آپ اس دلیل کو جناب بہاء اللہ پر چسپاں کر کے دکھائیں۔ اسی آیت سے ثابت ہے کہ لفظ بنا کر ان الفاظ کو کہے۔ کہ خدا نے یہ الفاظ مجھے وحی کئے ہیں۔ اور وہ جانتا ہو۔ کہ یہ الفاظ اس نے وحی نہیں کئے۔ پس آپ دکھائیں کہ بہاء اللہ نے کچھ الفاظ اپنی طرف سے بنا کر اور یہ علم رکھ کر کہ یہ خدا کے نہیں خدا کی طرف ان الفاظ کو منسوب کیا ہے۔ کہ خدا نے مجھ پر وحی کئے ہیں۔ اور پھر آپ یہ بتائیں۔ کہ مہلت سے کیا مراد ہے۔ کیا وہ اسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے۔ یا اس کو کچھ مہلت ملتی ہے۔ مہلت ملتی ہے تو کیسی؟ اس پر جناب ضیاء اللہ صاحب نے جو جواب دیا۔ وہ بلفظہٖ یہ ہے:

مسٹر ضیاء اللہ:۔ ہم خود قرآن میں پڑھتے ہیں۔ ہم مہلت کے متعلق نہیں جانتے۔ کہ وہ کب تک ہے۔

حضرت:۔ پہلا حصہ کہ الفاظ بنا کر خدا کی طرف یہ جان کر کہ خدا کے نہیں منسوب کرے۔ اسکی نظیر دو۔ اور اگر یہ پتہ نہیں کہ مہلت کب تک ہے۔ تو اس دلیل کو کسی پر چسپاں کیونکر کرو گے:

مسٹر ضیاء اللہ:۔ ہم آنحضرت اور مسیح (علیہما السلام) کو تسلیم کرتے ہیں۔ جناب بہاء اللہ نے وہی تعلیم دی ہے۔ اس لئے ان کو مانتے ہیں:

حضرت اقدس:۔ جناب مرزا حسین علی صاحب کی تعلیم کے سوال کو الگ رکھ کر کیا وہ تعلیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے موافق ہے۔ یا مخالف۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہی اصل ماننے کے لئے کافی ہے۔ تو پھر ہم کو کیوں نہیں مان لیتے۔ ہم بھی وہی تعلیم دیتے ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ بلکہ ہم ہی وہ تعلیم دیتے ہیں۔ جناب مرزا حسین علی صاحب کی وہ تعلیم نہیں:

مسٹر ضیاء اللہ صاحب:۔ ہزار سال کے بعد نبی آتا ہے ۲۰۰ سال کے اندر نبی نہیں بن سکتے:

حضرت:۔ پہلے ایسا ہوا ہے یا نہیں۔ موسیٰ کے بعد یشوع اور داؤد کے بعد سلیمان ۔ ابراہیم کے بعد اسحاق۔ یعقوب۔ یوسف۔ یحییٰ کے بعد عیسیٰ علیہم السلام۔ اور خود آپ کے اعتقاد کے موافق باب کے بعد مرزا حسین علی صاحب ؂

اس کا جواب مسٹر ضیاء اللہ نے نہیں دیا۔ اور لیڈی نے سلسلہ کلام شروع کیا۔ حضرت جب اس کا جواب دے رہے تھے تو مسٹر ضیاء اللہ اور اس کے رفیق کو گبھراہٹ ہوئی۔ اور انہوں نے بار بار کہا۔ کہ ہم خود گفتگو کرتے ہیں۔ ہم سے خطاب کیا جاوے اور اس سے نہ کیا جاوے ۔ حضرت نے فرمایا ۔ کہ تم ابھی عورت اور مرد کے مساوات کا دعویٰ کرتے تھے ۔ اور عورت کو تعلیم میں ترجیح دینے کے مدعی تھے ۔ یہ کیا بات ہے۔ کہ ہم اس معزز لیڈی کے سوال کا جواب دیتے ہیں۔ کہ آپ اس کو بولنے نہیں دیتے۔ ہمارا اخلاقی فرض ہے۔ کہ جب وہ سوال کرتی ہے ۔ تو ہم اس کو جواب دیں ۔ اگر آپ نہیں چاہتے۔ تو آپ اس کو روک دیں۔ کہ وہ سوال نہ کرے ۔ ان حضرات کے لئے اب یہ دوہری مشکل تھی نہ اس کو روک سکتے تھے۔ اور نہ یہ چاہتے تھے۔ کہ اس کے سوال کا جواب دیا جائے ۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ یہ بھی چاہتے تھے۔ کہ جواب انگریزی میں نہ دیا جاوے ۔ حالانکہ اوّلاً جب گفتگو شروع ہوئی تھی ۔ تو انگریزی میں خود انہوں نے شروع کی تھی۔ لیکن انگریزی میں جب جواب ملا ۔ اور ان کو معلوم ہوا۔ کہ پہلو کمزور ہے ۔ تو اس کو چھپانے کے لئے انہوں نے تقاضا شروع کیا۔ کہ فارسی میں جواب دیا جائے۔ غرض اس طریق پر ان بیچاروں کے لئے نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اور آخر اس لیڈی نے بھی کچھ سوال کئے ۔ اور جواب پائے ۔ جوں جوں وہ سوال کرتی ان پر گھبراہٹ طاری ہوتی ۔ آخر یا ۹ بجے دیر کا عذر کر کے اجازت چاہی اور چلے گئے ۔ اس گفتگو میں لیگ آف نیشن ۔ جہاد وغیرہ کے مضمون پر بھی مکالمہ ہوا ؂

لنڈن میں بہائیوں کی تعداد کے متعلق مبالغہ کیا جاتا تھا مگر صحیح عدد انہوں نے کہیں بھی پیش نہیں کیا۔ مگر یہاں مجھ کو دو طرح سے اس تحریک کے ممبروں کی تعداد کا اندازہ ہوا۔ اوّلاً مذہبی کانفرنس میں اگر ان کی تعداد لنڈن میں ہزاروں تھی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ جس روز بہائی پرچہ پڑھا گیا تھا۔ کم از کم سینکڑوں کی تعداد میں ہی بہائی اس جلسہ میں موجود ہوتے ۔ لیکن سینکڑوں تو بڑی بات ہے ۔ بیسیوں بھی نہ تھے۔ زیادہ سے زیادہ تعداد جو مجھے معلوم ہو سکی ہے۔ اس جلسہ میں گیارہ تھے۔ جو لنڈن کے کہے جاتے تھے۔ اور چھ باہر کے ؂

دوسرے ۷ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو جو جلسہ ان کا کیکسٹن ہال میں ہوا ۔ اور جس کے لئے کثرت سے اشتہار دیئے گئے تھے۔ اس میں حاضرین کی تعداد جو میں نے شمار کی ۔ وہ ۱۵ تھی ۔ جن میں سے نو ایسے تھے ۔ جن کو میں جانتا ہوں۔ کہ وہ بہائی نہیں ہیں۔ اور چھ تو باہر کے تھے ۔ میں اس باقی ماندہ ۳۶ کی ساری تعداد کو بہائی نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن اگر تسلیم کر لیا جاوے ۔ کہ وہ بہائی ہی تھے۔ تو بھی لنڈن کی تعداد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ بہرحال بہائی تحریک کی حقیقت نمایاں ہے ۔ عکہ میں اس کا نام و نشان نہیں۔ بمبئی میں تبرکے سوا کچھ نہیں۔ حیفہ میں ہم کو چند خاندان کے ممبروں کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوا۔ لنڈن کی یہ کیفیت ہے۔ ہاں مجھ کو اس امر کے کہنے میں کوئی امر مانع نہیں۔ کہ جس بہائی سے پوچھو۔ کہ کس قدر تعداد ہے۔ وہ کہہ دیتا ہے۔ کہ بہت بڑی تعداد ہے۔ اگر اس سے جماعت کی تعداد زیادہ ہو سکتی ہے۔ تو بے شک بہت بڑی تعداد ہے ؂

اشتہارات

اعلان فروخت مکان

رسید نگت مکان ہزار بنشنا

ایک عالی شان مکان دو منزلہ عمارت پختہ جو ایک کنال زمین میں ہے۔ جس کے اندر چاہ شیریں ہے۔ اور غربی جانب بارہ دری بالاخانہ نہایت وسیع معہ غسل خانہ و پاخانہ ۔ اور نیچے ایک دالان بغلوں میں دو کوٹھڑیاں ۔ آگے برآمدہ جس کے ستون پتھر کے خوشنما۔ ایک باورچی خانہ و پاخانہ و ڈیوڑھی و صحن کشادہ ۔ شرقی جانب ایک بالاخانہ معہ غسل خانہ و پاخانہ و باورچی خانہ و صحن اور ایک کوٹھڑی۔ نیچے اس کے ایک نشست گاہ ۔ دو کوٹھڑیاں معہ صحن و پاخانہ ۔ جنوبی جانب اس کے مویشی خانہ گرما و سرما کے کارآمد۔ غربی جانب بیرونی سڑک پر دو دکانیں۔ مکان کے تین طرف راستے مشرق میں پندرہ فٹ کی اور مغرب میں ۳۵ فٹ کی سڑک۔ شمال میں ۵ فٹ کا کوچہ۔ مکان کے دروازے تینوں طرف ہیں۔ یہ مکان محلہ دارالفضل میں برلب سڑک واقع ہے ۱۶-۱۵ ۱۹۱۵ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اب فروخت ہونے والا ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ خود آ کر یا کسی اپنے معتبر موجود قادیان کی معرفت ملاحظہ کریں۔ بعد پسندیدگی تین ممبروں سے قیمت کا فیصلہ کرا لیا جائے خط و کتابت پتہ ذیل سے کریں ؂

ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت ہے

(۶)

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سارٹیفکیٹ ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ قیمت مشین مع سوراخ جھینی ۱۲۰۔ پالش شدہ مشین ؂

مینجر کارخانہ مشین سیویاں۔ قادیان پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

کا اشتہار کئی بار الفضل میں شائع ہوا۔ دوستوں نے منگوایا استعمال کیا۔ بے حد مفید پایا۔ چونکہ الفضل کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اسلئے کچھ عرصہ کے لئے اشتہار بند کر دیا گیا۔ مگر پھر بھی آج تک دوست منگواتے ہیں۔ اسلئے اگر اشتہار نہ بھی نکلے۔ تو دوست ہر وقت منگوا سکتے ہیں۔ احباب کو نوٹ کر لیں۔ یہ ولادت کے موقعہ پر سچی غمخوار چیز ہے۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے معہ محصولڈاک ؂

مینجر شفاخانہ دلپذیر سیلانوالی (لائن سرگودہا)

ایک باموقعہ پختہ مکان

جو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے پاس بجانب شمال واقع ہے بعض خاص مجبوریوں کے باعث فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ مکان کا طول و عرض ۵۰ × ۴۱½ ہے جس میں ایک بڑا کمرہ ہے ۔ دو متوسط اور ایک چھوٹا ۔ اور ایک وسیع برآمدہ ہے۔ تمام کا تمام پختہ ہے۔ جو شخص اپنی رہائش کیلئے حال ہی میں بنوایا گیا تھا۔ ایک طرف دس فٹ گلی ہے ۔ اور ایک طرف ۲۰ فٹ کی۔ موقع نہایت عمدہ اور کھلی جگہ پر ہے۔ ہائی سکول کے بالکل قریب ہے ۔ قیمت تین ہزار روپیہ ہے ؂ پتہ:- م ۔ ا ۔ کتاب گھر قادیان

اصلی ممیرہ کا سرمہ

مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس سرمہ کا نسخہ حضرت خلیفہ اوّل حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا بتایا ہوا ہے۔ اور تجربہ سے نہایت مفید ثابت ہو چکا ہے۔ ہر قسم کی بیماری چشم۔ ککرے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ نظر کی کمزوری یا آنکھ کی جلن۔ سفیدی یا سرخی ہو یا دھوپ کے باعث آنکھوں میں اگر کوئی تکلیف ہو یا خارش کی وجہ سے غرضکہ ہر قسم کی بیماری کیواسطے مفید ہے۔ اگر کوئی شخص صبح و شام روزانہ دو دفعہ ہفتہ تک استعمال کر کے مفید نہ پاوے۔ تو واپسی سرمہ پر اپنی قیمت بلا عذر واپس لے سکتا ہے۔ قیمت عہ روپیہ فی تولہ۔ محصول بذمہ خریدار۔ خالص ممیرہ کی قیمت عہ روپیہ فی تولہ ہے

سنگ سلاجیت یہ دوائی قدرتی ہے۔ پتھر کی گوند ہے۔ مقوی جمیع اعضاء رئیسہ نافع مرض ہاضم طعام۔ زرد رنگ۔ تنگی نفس۔ دق بڑھاپا۔ کثرت پیشاب یا کمزوری کی وجہ سے جسکے ہاں اولاد نہ ہو۔ یا کمی خون ہو۔ یا کمر میں درد ہو۔ یا چوٹ لگی ہو۔ یا اعضاء کے جوڑوں میں درد ہو۔ قیمت فی تولہ عہ۔ خوراک چنے کے دانہ کے برابر ایک وقت ؂

احمد نور کابلی مہاجر قادیان پنجاب